اسلام میں شخصی قوانین کا نظام

از: ذوالفقار علی چودھری
ایم۔اے (اسلامیات)

انسانی معاشرے کی فلاح و بہبود "مرد و زن" کے حقوق و فرائض کے صحیح استعمال سے ہی ممکن ہو سکتی ہے۔ میاں بیوی، والدین اولاد معاشرے کی تشکیل کی بنیادی کڑیاں ہیں اگر یہ صحیح نہ ہوں اور ان کے حقوق متعین نہ ہوں تو معاشرے کا وہی حشر ہوتا ہے جو آج کل مغربی اقوام میں دیکھا جا رہا ہے۔ اس لیے اسلام نے ایک مضبوط معاشرے کی فلاح و بہبود کے لیے قوانین و ضوابط کا تعین کیا ہے۔

فقہائے کرام نے "مناکحت" میں نکاح، طلاق، مہر، نفقہ اور وراثت وغیرہ کو شامل کیا ہے عرب ممالک میں اس کے متعلق بالعموم "قانون الاحوال الشخصیۃ" کی اصطلاح رائج ہے۔ ہندو پاک میں انگریزی اصطلاح ("PERSONAL LAW") رائج تھی۔ پاکستان میں اسے "عائلی قوانین" کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔

نکاح کی تعریف

نکاح ایک شرعی معاہدہ ہے جس کے ذریعے مرد و عورت کے درمیان جنسی تعلق جائز اور اولاد کا نسب صحیح ہو جاتا ہے اور زوجین کے مابین دیوانی حقوق و فرائض پیدا ہو جاتے ہیں۔

(۱) ہر عاقل و بالغ مسلمان مرد و عورت بلا وساطتِ ولی نکاح کے اہل ہیں البتہ عورت کا مہر مہر مثل سے کم مقرر ہونے یا غیر کفو سے نکاح کر لینے کی صورت میں اس کے ولی کو بذریعہ عدالت نکاح فسخ کرانے کا حق حاصل ہے۔

(۲) نکاح مرد و عورت کے ایجاب و قبول سے منعقد ہوتا ہے۔

(۳) انعقادِ نکاح کے لیے کسی رجسٹرار، قاضی یا مولوی کی ضرورت نہیں البتہ دو مرد یا ایک مرد اور دو عورتوں کا بطورِ گواہ موجود ہونا شرط ہے۔

(۴) نابالغ لڑکے اور لڑکی کا نکاح عدالتِ مجاز کی اجازت سے ان کے ولی کر سکتے ہیں۔

(۵) نابالغ لڑکا یا لڑکی بلوغت سے پہلے کیے جانے والے نکاح کو بالغ ہو جانے کے بعد رد کرنے کا اختیار رکھتے ہیں۔

(۶) مذہب، نسب، آزادی، پیشہ، دیانت اور تمول میں ہمسری کو "کفو" کہتے ہیں اور نکاح میں مرد کا عورت کے لیے کفو ہونا ضروری ہوگا جبکہ عورت کا مرد کے لیے کفو ہونا ضروری نہیں۔

(۷) خلوت صحیحہ سے مراد مرد و عورت کا ایسی جگہ مکان یا حصۂ مکان میں تنہا جمع ہونا جہاں باہم صحبت کرنے سے کوئی جسمانی، طبعی یا شرعی مانع موجود نہ ہو۔

(۸) مہر اس مالی منفعت کا نام ہے جو عورت شرعاً مرد سے بعوض نکاح پانے کی مستحق ہے۔ چاندی کی موجودہ قیمت کے لحاظ سے مہر کی مقدار کم از کم دو سو روپے پاکستانی کے لگ بھگ بنتی ہے جبکہ زیادہ کی کوئی حد نہیں۔

(۹) نفقہ، جس میں خوراک، لباس اور مکان شامل ہیں۔ شوہر پر اپنی زوجہ کے لیے بربنائے تسلیم نفس واجب ہے۔ البتہ نفقہ کی مقدار میں شوہر کی استطاعت کا لحاظ ہوگا۔

(۱۰) **طلاق** شوہر کی جانب سے (صریح الفاظ کے ساتھ یا بالکنایہ فی الفور یا معلق) رشتۂ ازدواج ختم کرنے کا نام طلاق ہے۔

بلحاظ کیفیت طلاق کی دو اقسام ہیں:

ا۔ طلاقِ سنت یا مسنون طلاق   ب۔ طلاق بدعت یا غیر مسنون

بلحاظ تاثیر طلاق کی تین اقسام ہیں:

ا۔ طلاقِ رجعی   ب۔ طلاق بائن   ج۔ طلاق مغلظہ

(۱۱) ہر مسلمان عاقل و بالغ شوہر اپنی زوجہ کو طلاق دینے کا اہل ہے۔ اور ہر وہ عورت محل طلاق ہے جو نکاح صحیح میں ہو یا طلاق رجعی کی مدت پوری کر رہی ہو یا پھر طلاق معلق بالنکاح ہو۔

(۱۲) نابالغ، پاگل، نیم پاگل، بیہوش، مدہوش، خوابیدہ اور سرسام زدہ وغیرہ کی طلاق واقع نہیں ہوگی۔

(۱۳) زوجہ کو ایک یا دو طلاق رجعی دینے کی صورت میں شوہر کو بلا مرضیٔ زوجہ اور بلا نکاح یا مہر جدید

قولاً یا فعلاً اپنی زوجہ سے رجوع کرنے کا حق ہوگا بشرطیکہ وقتِ رجوع، عدت کی مدت ختم نہ ہوئی ہو۔

(۱۴) اگر کوئی آدمی اپنی زوجہ کی عدت کے دوران فوت ہو جائے تو زوجہ میراث وصول کرنے کی حقدار ہوگی کیونکہ اس دوران رشتۂ ازدواج باقی رہتا ہے۔

۱۵ تیسری طلاق دینے کے بعد شوہر اپنی زوجہ سے رجوع نہ کرسکے گا الا یہ کہ وہ عورت دوسرے شخص سے نکاح کرے اور اس سے طلاق بعد الدخول مل جائے۔

(۱۶) **غیر مدخولہ کی طلاق:** غیر مدخولہ پر طلاق کا اطلاق نہ ہوگا مگر دوبارہ بغیر کسی دوسرے سے نکاح کیے اس کی زوجہ بن سکتی ہے۔

(۱۷) زوجہ کی مرضی اور اس کی خواہش پر عقد نکاح سے آزاد ہونے کو خلع کہتے ہیں۔

(۱۸) ایسی طلاق جو زوجین کی باہمی رضامندی سے بلاعوض ہوتی ہے مبارات کہلاتی ہے۔ خلع کی طرح اس کا اثر طلاق بائن کا ہوتا ہے۔

علاوہ ازیں زوجہ اپنے شوہر سے بذریعۂ عدالت خلع کرا سکتی ہے۔ اگر شوہر میں تناسلی، متعدی امراض ہوں یا وہ اس پر ظلم کرتا ہو نیز مفقود الخبر ہونا، قید، عدم فراہمی نفقہ انکار قبول اسلام اور ارتداد بھی تفریق بین الزوجین کا سبب بنتے ہیں۔

اگر کوئی شخص چار ماہ اپنی زوجہ سے صحبت نہ کرنے کی قسم کھائے اور اس دوران وہ قسم نہ توڑے تو اس کی زوجہ کو طلاق ہو جائے گی اور یہ ایلاء کہلائے گی۔

(۲۰) اگر کوئی ظہار کا مرتکب ہو یعنی اپنی زوجہ کو محارم (ماں۔ بیٹی۔ بہن وغیرہ) سے تشبیہہ دے تو جب تک کفارہ ادا نہ کرے گا اس کی زوجہ اس کے لیے حرام ہوگی تاہم نکاح باقی رہے گا۔

(۲۱) اگر کوئی شخص اپنی زوجہ پر زنا کی تہمت لگائے مگر شہادت پیش نہ کرسکے تو پھر ایک دوسرے پر لعنت کریں گے۔ چار دفعہ وہ عورت کی طرف نسبت کرے گا اور پانچویں دفعہ اپنی طرف کہ اگر وہ جھوٹا ہے تو اس پر لعنت۔ عورت بھی اسی طرح لعان کرے گی۔ اگر شوہر لعان نہ کرے تو اس پر تہمت کی سزا ۸۰ کوڑے لگائے جائیں گے۔ لعان کے بعد طلاق ہو جاتی ہے۔

(۲۲) نکاح حقیقتاً ہو یا شبہۃً اور بعد الدخول طلاق یا موت سے منقطع ہوا ہو، اس صورت میں عورت کا ایک مدتِ معلومہ تک نکاحِ ثانی سے باز رہنا عدت کہلاتا ہے۔

طلاق شدہ عورت کی عدت تین حیض ہیں۔
جن عورتوں کو حیض نہیں آتا ان کی عدت تین ماہ ہے جبکہ بیوہ کی عدت چار ماہ دس دن ہے اور حاملہ کی عدت وضع حمل تک ہے۔

(۲۳) نسب اس قانونی تعلق کا نام ہے جو مرد اور عورت کے درمیان عقدِ شرعی کے نتیجہ میں تولد کے بعد اولاد کا اپنے والدین کے ساتھ پیدا ہوتا ہے۔
نسب کی دو اقسام ہیں: I پدری II مادری
نسب سے ولایتِ ذات و جائیداد، نفقہ، وراثت اور وصیت سے متعلق حقوق اور ذمہ داریاں پیدا ہوتی ہیں۔

(۲۴) ثبوتِ نسب کے لیے عقدِ شرعی کے بعد حمل کی کم از کم مدت چھ ماہ ہوتی ہے جبکہ زیادہ سے زیادہ دو سال بشرطیکہ قرائن حمل ہوں اور شوہر یا ورثا انکار و تکذیب نہ کریں۔

(۲۵) سات سال سے کم عمر لڑکے اور تا حدِ بلوغ لڑکی کی پرورش کا حق ماں کو حاصل ہوتا ہے الّا یہ کہ کسی سبب سے شریعت نے اس کو غیر مستحق قرار دیا ہو۔
اگر عورت فوت ہو جائے تو اس کی رشتہ دار عورتوں کا یہ حق ہوگا اگر وہ نہ ہوں تو پھر باپ یا اس کے رشتہ دار ہوں گے۔
باپ اپنے بیٹوں کے بالغ ہو جانے تک اور بیٹیوں کے نکاح ہو جانے تک حسبِ استطاعت نفقہ دینے کا ذمہ دار ہوتا ہے۔ اگر باپ نہ ہو تو دادا پر واجب ہے۔

(۲۶) وراثت ایک غیر اختیاری انتقالِ ملکیت ہے جس کے ذریعہ ایک متوفی کا ترکہ اس کے ورثا کو منتقل ہو جاتا ہے۔
وراثت اس وقت تقسیم ہوتی ہے جب میت کے مال میں سے اس تجہیز و تکفین کا خرچہ، ⅓ مال میں سے وصیت (اگر ہو تو) اور قرضہ وغیرہ ادا کر دیا جائے۔

ترتیب میراث

علی الترتیب حسب ذیل افراد ترکہ کے مستحق ہوں گے:
(۱) ذوی الفروض (۲) عصبات (۳) عصبات نہ ہونے کی صورت میں رد علی ذوی الفروض (۴) ذوی الارحام (۵) مولی الموالات

۶ مقرلہ بالنسب ۷ موصی لہ بجمیع المال ۸ بیت المال

ذوی الفروض: اس سے مراد وہ قرابت دار ورثاء ہیں جن کے حصوں کا ذکر قرآن مجید اور احادیث میں ہوا ہے۔

عصبات: دو قسم ہیں۔ ۱۔ نسبی ۲۔ سببی۔ ان سے مراد وہ رشتہ دار ہیں جو ذوی الفروض کے حصوں سے زائد مال اور عند الانفراد جمیع ترکہ کے مستحق ہوتے ہیں۔

ذوی الأرحام: وہ رشتہ دار جو ذوی الفروض اور عصبات کے علاوہ ہیں

مولی الموالات سے مراد وہ شخص ہے جس سے کسی مجہول النسب نے یہ معاہدہ کیا ہو کہ اگر میں مرجاؤں تو میرا ترکہ تمہارا ہوگا۔ اگر مجھے کوئی تاوان ادا کرنا پڑا تو وہ ادا کرے گا۔

مقرلہ بالنسب علی الغیر اس سے مراد وہ شخص ہے جس کے بارے میں میت نے نسب کا اظہار کیا ہو حقیقتاً وہ نسب نہ ہو۔ مثلاً کسی مجہول النسب کے بارے میں کہا کہ یہ میرا بھائی ہے وغیرہ

موصی لہ بجمیع المال سے مراد وہ شخص ہے جس کو میت نے کل مال دینے کی وصیت کی ہو۔

اسلامی قانون کی رو سے مذکورہ بالا ورثاء بیک وقت وراثت کے حق دار نہیں ہیں بلکہ ایک کے نہ ہونے کی صورت میں دوسرا حقدار ہے اور دوسرے کے بھی نہ ہونے پر تیسرا حقدار ہے۔ علیٰ ہذا القیاس۔ اگر کوئی بھی نہ ہوگا تو مال بیت المال میں جمع کرا دیا جائے گا۔

درج ذیل اشخاص میراث پانے کے مستحق نہیں ہوں گے:

(۱) قتل عمد و شبہ عمد کا مرتکب بشرطیکہ ناحق ہو۔ (۲) غیر مسلم

(۳) جو کافر ملک میں رہتا ہے (۴) مرتد

بقیہ: کلمۂ حق

نوٹس لیں اور پوری طرح متحد ہو کر ان تمام چور دروازوں کو بند کر دیں جنہیں حکومت سودی نظام کے تحفظ کے لیے کسی بھی درجہ میں استعمال کر سکتی ہے۔ یہ اجتماع حکومت کو خبردار کرتا ہے کہ اگر اس نے وفاقی شرعی عدالت کے فیصلہ پر عملدرآمد کرتے ہوئے مقررہ مدت میں سودی قوانین کے خاتمہ کے اقدامات نہ کیے تو اسے دینی قوتوں کی طرف سے زبردست مزاحمتی تحریک کا سامنا کرنا ہوگا جس کے لیے دینی حلقوں میں صلاح مشورہ کا آغاز ہو چکا ہے۔